زراعۃ الاعضاء

اعضاء کی پیوند کاری

اویس بن اعجاز

متعلم جامعۃ العلوم گڑھا

بارگاہِ یزدی میں....

یہ جانتاہوں کہ کچھ نہیں ہے متاع علم کمال میری

مگر یہ ہے تیری دسترس میں خذف کو موتی کارنگ دیدے

عروج آئے وہ پستیوں پر بلندیاں بھی عرق عرق ہوں

خزاں کی ویران وسعتوں کو بہار کا جلترنگ دیدے

~عامر عثمانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعضاء کی پیونکاری

تمہید

قارئیں کرام! جیسا کہ یہ بات واضح ہے کہ اس لاسلکی اور ترقی کے دور میں انسان نے ٹیکنالوجی کے حساب سے ترقی کے وہ مراحل طے کیے ہیں جن کا تصور تو نہیں لیکن کم از کم تحقق پچھلے زمانہ میں حد امکان سے باہر سمجھا جاتا تھا۔

یہ مزاج جدت طلبی اور سہولت پسندی انسان ہی کے خواص میں سے ہے آپ شہد کی مکھی کی ہزار خوبیاں بیان کرتے ہونگے لیکن آپ اگر اسی شہد کی مکھی کی آخری نسل اور اسکے شہد بنانے کے طریقہ اور حسن انتظام کو دیکھیں اور اسی کی پہلی نسل سے اس کا تقابل کریں تو بلاشبہ آپ کو کوئی فرق نظر نہیں آئے گا مگر یہ انسان! کہ ہر زمانہ

میں اسکی زندگی کے طور وطریق مختلف نظر آتے ہیں زندگی کا ہر ہر گوشہ جدت طرازی سے معمور نظر آتا ہے بطور مثال اس کی زندگی کے ایک پہلو کو دیکھیں کے پہلے تو اس نے متعلقین کی مزاج پرسی اور خیر خبر دریافت کرنے یا علمی استفسار و استفادہ کے لیے خط کو ذریعہ بنایا مگر مزاج وطبیعت نے اس پر اکتفاء نہ کرنے دیا تو اس نے مراسلت کی ضرورت کی تکمیل کہ لیے تار کو واسطہ بنایا مگر اس کی خمیر میں لامحدودیت طلبی کا ایسا مادہ ممتزج ہے جو اسے کسی بھی منزل پر اطمنان کی سانس لینے نہیں دیتا چنانچہ یہ ترقی کرتے ہوئے یہاں تک پہنچ گیا کہ گھر بیٹھے بیٹھے دور دراز کی مسافت سے صرف بذریعہ آواز ہی نہیں بلکہ مباشرۃ تصویر کے ساتھ رابطہ کرلیتا ہے۔

اسی طرح سے شعبہ طب میں بھی ٹیکنالوجی کی وساطت سے معالجہ کے نئے نئے طریقوں کا ایجاد ہو چکا ہے مگر جہاں یہ ٹیکنالوجی انسان کے لیے سہولت کی راہیں فراہم کر رہی ہے وہیں یہ فقہ اسلامی میں نئے نئے مسائل کے وجود میں آنے کا بڑا سبب ہے چنانچہ اسی طب و معالجہ کی ایک شاخ "اعضاء کی پیونکاری" پر اس نوشتہ میں فقہی نقطئہ نظر سے بحث کی گئی ہے لیکن اس سے قبل "اسلام اور طب و معالجت" کے عنوان پر مختصر خامہ فرسائی مناسب ہے۔

اسلام اور طب و معالجت

اسلام کی یوں تو کئی خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے وہ دوسرے ادیان پر فائق اور ان سے ممتاز ہے من جملہ خصوصیات مین سے ایک خاصیت یہ ہے کہ اسلام تمام گوشہائے زندگی کو محیط ایک دستور کی حیثیت رکھنے والا مذھب ہے یہ فقط عبادات و دیانات کے چند اصول وضوابط یا مسجد میں معمول بہا چند قواعد کا نام نہیں بلکہ تخنیک سے تدفین تک زندگی کے تمام مراحل کو شامل ایک دستور کا نام ہے چنانچہ ہم شعبہ طب و معالجہ میں اسلام کی ہدایات پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

حضرت قاضی مجاہد الاسلامؒ تحریر فرماتے ہیں:-

اسلام مرض کو اللہ تعالی کی طرف سے ایک امتحان تصور کرتا ہے اور اسی لیے مریض کے تئیں ہمدردی کا رویہ رکھتا ہے اسلام کا تصور یہ ہے کہ انسان کے پاس اس کا جسم اللہ کی امانت ہے اور اس کی حفاظت وصیانت ہر انسان کا شرعی فریضہ ہے اسی لئے آپ ﷺ نے علاج کی حوصلہ افزائی فرمائی اور خود انبیاء کرام علیہم

السلام نے علاج کا راستہ اختیار کیا اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ
علاج توکل اور ورع و تقوی کے خلاف نہیں (۱)

اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے:-

عن اسامۃ بن شریك قال: " قالوا: یا رسولَ
اللہِ أفنتداوی؟ قال: نعم، یا عبادَ اللہِ تداووا "(۲)

اس سے یہ بات ثابت ہو گئ کہ معالجہ اور تداوی اسلام میں جائز ہی نہیں بلکہ
مسنون ہے اور توکل علی اللہ کے بھی منافی نہیں اب ہم اصل موضوع کی طرف رخ
کرتے ہیں۔

اعضاء کی پیوند کاری

مباحث

۱)تعارف موضوع

۲)پیوند کاری کے اغراض و احکام

۳)پیواندکاری کے اقسام و احکام

تعارف ماضوع

اعضاء کی پیوند کاری کو انگریزی زبان میں پلاسٹک سرجری کہتے ہیں اس کا لغوی معنی یہ ہے:-

"A medical operation to repair or replace damaged skin or to improve the appearance of a person's face or body"

ضرر رسیدہ جلد کے علاج یا کسی شخص کے چہرے یا جسم کے بیرونی
شکل میں افرائش حسن کے لیے آپریشن (۳)

یہاں پلاسٹک کا معنی "شکل پزیری" ہے نہ کہ عام بول چال میں مستعمل کیمیاوی مادہ کے

پیوند کاری کے اغراض واحکام

اعضاء کی پیوند کاری جن اعراض سے کی جاتی ہے وہ یہ ہیں:-

۱) تحسین

۲) تدلیس

۳) زوال عیب

۴) اعادہ منفعت

۱) **تحسین**: یعنی محض زینت وزبائش کے لیے پیوند کاری کرنا۔ صرف اسی غرض سے پیوند کاری کرنا جائز نہیں اسلئے کہ یہ تغیر خلق اللہ یعنی اللہ کی بناوٹ کو بدلنا ہے اور

قرآن وحدیث میں اسکی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں اللہ تعالی نے شیطان کے قول کو نقل کرتے ہوئے فرمایا

ولآمرنهم فليغيرن خلق الله (۴)

ترجمہ: (شیطان کہتا ہے) میں انہیں ضرور حکم کروں گا پھر وہ اللہ کی خلقت کو ضرور بدل دیں گے

علامہ رازی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"حمل هذا التغير على تغير احوال كلها تتعلق بالظاهر (۵)

اور علامہ آلوسی "تغییر" کی تفسیر کرتے ہوے لکھتے ہیں:-

"عن نهجه صورة او صفة" (٦)

حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں:-

"لعن اللہ الواشمات و المستوشمات والنامصات والمتنمصات و المفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ" پھر فرمایا"مالی لا العن من لعن رسول اللہ ﷺ" (۷)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تغیر خلق اللہ جائز نہیں اور محض زیب وزینت کے لیے پیوند کاری کرنا تغیر خلق اللہ میں داخل ہے لہذا یہ بھی جائز نہیں ہو گا۔

۲)**تدلیس**:یعنی دھوکہ دینے کے لئے پیوند کاری کر کے شکل وصورت کو بدل دینا۔

اسکی دو صورتیں:

۱) ظلم سے بچنے کے لئے پیوند کاری کی وساطت سے شکل وصورت کو بدل دینا کہ ظالم پہچان نہ سکے

۲) محض دھوکہ دینے کے لیے بغیر کسی مجبوری کے پیوند کاری کرنا

دوسری صورت کا ناجائز ہونا تو ظاہر ہے اس لئے کہ دھوکہ اسلام میں جائز نہیں بہر حال پہلی صورت میں تفصیل ہے اور اس کا حکم اکراہ کی طرح ہو گا چنانچہ اگر ظلم ایسا ہو جس سے کسی عضو کی ہلاکتی یا جان کا خطرہ ہو تو ہی پیوند کاری جائز ہو گی ورنہ نہیں جیسا کہ صاحب قدوری لکھتے ہیں:-

" وان اکرہ علی ان یاکل المیتہ او یشرب الخمر فاکرہ علی ذالك بحبس او بضرب او قید لم یحل لہ الا ان یکرہ بما یخاف منہ علی نفسہ او علی عضو من اعضاءہ" (۸)

الحاصل یہ کے تدلیس (دھوکہ دینا) جائز نہیں اور اس غرض سے پیوند کاری بھی جائز نہیں مگر بدرجہ مجبوری اس کی اجازت دی گئی ہے جس کی وضاحت ہو چکی

3)**زوال عیب:** یعنی کسی عیب کو ختم کرنے کے لیے پیوند کاری کرنا

عیب کی تعریف: کسی بھی چیز میں پائے جانے والے نقص کو عیب کہتے ہیں (۹)

جب عیب نقص کو کہتے ہیں تو عیب باعث ضرر ہو گا اور اگر ضرر نہ ہو تو وہ عیب ہی نہیں ہے اور خلقت میں نقص باعث ضرر ہے خواہ ضرر جسمانی ہو یا نفسیاتی لہاذا زوال عیب کے لیے پیوند کاری کرنا الضرر یزال کے تحت جائز ہو گا اور پیدائشی عیب ہو یا کسی حادثہ سے لاحق ہوا ہو دونوں کا یہی حکم ہو گا حادثہ سے لاحق عیب کے زوال کی نظیر تو شریعت میں موجود ہے:-

"عن عرفجة بن اسعد قال اصیب انفی یوم الکلاب فی الجاهلیة فاتخذت انفا من ورق فانتن علی فامرنی رسول الله ﷺ ان اتخذ انفا من ذهب" (۱۰)

اس سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ کسی حادثہ سے وجود میں آنے والا عیب پیوند کاری کے ذریعے زائل کیا جاسکتا ہے مگر سوال اس عیب کا ہے جو پیدائشی ہو کہ اس کو زائل کرنا تغییر خلق اللہ میں داخل ہے یا نہیں اس مسئلہ کی تحلیل کے لئے خلق اللہ کی تشریح ضروری ہے کہ خلق اللہ کہتے کسے ہیں

"خلق اللہ" سے مراد وہ شکل وصورت ہے جو عموماً کسی جنس کی ہوتی ہے اس میں وہ داخل نہیں جو کبھی کسی فرد میں مختلف ہو اس کی دلیل اللہ کا قول ہے:-

"لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" (۱۱)

ترجمہ: ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچہ میں ڈھالا ہے

اس لئے کہ یہ ممکن ہے کہ کوئی انسان بے حد بدصورت ہو تو اس کا بصورت ہونا اس آیت کے مخالف نہیں اس لئے کہ آیت میں جنس مراد ہے نہ کہ جزء یا فرد اسی طرح آیت اور روایت میں تغیر خلق اللہ سے عمومی شکل وصورت کو بدلنا مراد ہے نہ کہ کسی فرد کی اور پیوند کاری کے ذریعے فرد کو عمومی شکل وصورت کے مطابق کر دیا جائے تو یہ تغییر خلق اللہ نہیں بلکہ عین خلق اللہ پر لوٹانا ہے لہذا پیدائشی عیب کو پیوند کاری کے ذریعہ زائل کرنا جائز ہو گا اور شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی مدظلہ کی بھی یہی رائے ہے وہ لکھتے ہیں:-

" واما قطع الاصبع الزائدۃ ونحوھا فانۃ لیس
تغییراً لخلق اللہ وانہ من قبیل ازالۃ عیب او مرض
فاجازہ اکثر العلماء خلاقا لبعضھم" (۱۲)

خلاصہ: زوالعیب کے لیے پیوندکاری کرنا جائز ہے خواہ عیب کسی حادثہ سے وجود میں آیا ہو یا پیدائشی ہو مگر ایک قابل توجہ بات یہ ہے کہ بڑھاپے کے آثار کو پیوند کاری کے ذریعہ زائل کرنا جائز نہیں اسلئے کہ بڑھاپا عیب نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ انبیاءؑ کو بڑھاپا لاحق ہوا ہے اور انبیاءؑ عیوب سے منزہ و مبرا ہوتے ہیں اگر یہ عیب ہوتا تو انبیاءؑ کو اللہ اس سے محفوظ رکھتا حالانکہ خود قرآن میں انبیاءؑ کی طرف بڑھاپے کی نسبت لی گئی ہے حضرت ابراھیمؑ کے متعلق قرآن میں ہیں:-

"قالت یاویلتا ا الدوھذا بعلی شیخا" (۱۳)

حضرت زکریاؑ کے متعلق ہے:-

"انی وھن عظم منی و اشتعل الراس شیباً" (۱۴)

"وقد بلغت من الکبر عتیا" (۱۵)

حضرت یعقوبؑ کے متعلق ہے:-

"قالوا یا ایھا العزیز ان لہ ابا شیخا کبیرا" (۱۶)

اور آپ ﷺ کے متعلق روایت میں ہے:-

"عن ابی رمثہ التیمی قال اتیت النبی ﷺ
وعلیہ ثوبان اخضران ولہ شعر قد علاہ شیب" (۱۷)

اس سے یہ ثابت ہوا کہ انبیاءؑ کو بڑھاپا لاحق ہوا حالانکہ وہ عیوب سے بری ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ بڑھاپا عیب نہیں ہے جب یہ عیب نہیں ہے تو اسکو پیوند کاری کے ذریعہ زائل کرنا زوال عیب کے تحت جائز نہیں ہو گا۔

4) **اعادہ منفعت:** کسی منفعت کی بازیابی کے لیے پیوند کاری کرنا مثلاً کسی شخص کی صرف بینائی فوت ہو جائے تو وہ پیوند کاری کے ذریعہ دوسرے شخص کی آنکھ لگا لے جس سے مقصود صرف اعادہ منفعت ہو نہ کہ تحسین و تزیین تو یہ جائز ہو گا اسلئے کہ یہ زوال عیب کی طرح ہے کہ اس میں نابینائی کے عیب کا ازالہ ہے۔

یہاں موضوع کی دوسری بحث (پیوند کاری کے اغراض واحکام) مکمل ہو چکی
اب ہم تیسری بحث (پیوند کاری کے اقسام واحکام) کی طرف رخ کرتے ہیں۔

پیوند کاری کے اقسام واحکام

پیوند کاری کی تین قسمیں ہیں:-

۱) انسانی اعضاء سے پیوند کاری

۲) حیوانات کے اعضاء سے پیوند کاری

۳) جمادات کے ذریعہ پیوند کاری

انسانی اعضاء سے پیوند کاری

ضمنی مباحث

۱) اعضاء انسانی کے شرعی احکام

۲) زندہ انسان کے اعضاء سے پیوند کاری

۳) مردہ انسان کے اعضاء سے پیوند کاری

۴) حدود و قصاص میں کٹے ہوئے عضو کی پیوند کاری

اعضاء انسانی کے شرعی احکام

اللہ تعالی نے انسان کو مکرم بنایا ہے اور قرآن اسکی صراحت کرتے ہوئے فرمایا:

" ولقد کرمنا بنی آدم " (۱۸)

اس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان دیگر چیزوں سے ممتاز اور ان پر فائق رہے اور اگر یہ بازار میں بکنے والی دیگر چیزوں کی طرح بکنے لگے تو اس کا امتیاز مفقود ہو جائے گا اور امتیاز کا فقدان اس کی اہانت ہے اور اہانت اللہ کی عطا کردہ تکریم کے منافی ہے اسی وجہ سے فقہاء کرام نے انسان کے اعضاء کی بیع و شراء اور انسان کے اعضاء سے انتفاع پر عدم جواز کا حکم لگایا ہے اور اس کی علت " اسکا مکرم ہونا" ہی بیان کی ہے یعنی بیع و شراء اور انتفاع اسلیے حرام کہ اس میں انسان کی اہانت ہے اسی کی وضاحت کرتے ہوئے ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:-

"والآدمی مکرم شرعا وان کان کافرا
فایراد العقد علیہ و ابتذالہ بہ و الحاقہ بالجمادات
اذلال لہ"(۱۹)

خلاصہ یہ ہے کہ انسانی اعضاء اور اجزاء کی بیع وشراء اس لیے حرام اور ناجائز ہے کہ اس میں انسان کی اہانت ہے

پیوند کاری کے لئے اعضاء کی خرید وفروخت کا حکم

انسانی اعضاء کی بیع وشراء اور اس سے انتفاع کی حرمت اور علت حرمت کی وضاحت گزر چکی چنانچہ "پیوند کاری کے لیے خرید وفروخت" کا حکم اسی علت کو دیکھ کر لگایا جائے گا یعنی اگر علت موجود ہو تو عدم جواز اور اگر مفقود ہو تو جواز کا حکم لگایا جائے گا۔

علت حرمت کی تحقیق: علت حرمت اہانت ہے جس کی تفصیل گزر چکی چنانچہ جب پیوند کاری کے لیے انسانی اعضاء کی خرید وفروخت میں اس علت کو تلاس کرتے ہیں تو معدوم نظر آتی ہے کہ اس ترقی یافتہ دور میں پیوند کاری بکثرت ہونے کے باوجود انسانی اعضاء کا امتیاز اپنی جگہ بقرار ہے اور وہ دیگر چیزوں کی طرح بازار میں بکنے نہیں لگے اور چونکہ پیوند کاری کے لئے اس کی خرید وفروخت اسلئے نہیں ہوتی کہ اس کا دیگر چیزوں کی طرحا ستعمال کیا جائے یا جانوروں کے اعضاء کی طرح کھایا جائے بلکہ اس کو ایک انسانی جسم سے دوسرے انسانی جسم میں ضرورت کے پیش نظر منتقل کیا جاتا ہے اور دوسرا انسان اگرچہ اس کا استعمال کرتا ہے مگر اسے اپنا عضو سمجھ کر اسی طرح

استعمال کرتا ہے جس طرح وہ اپنے اعضاء کا استعمال کرتا ہے اور اپنے اعضاء کے استعمال کے جواز میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں خلاصہ یہ کہ پیوند کاری کے لیے انسانی اعضاء کی خرید و فروخت میں انسان کی اہانت نہیں ہے چنانچہ جائز ہو گی۔

زندہ انسان کے اعضاء سے پیوند کاری

اعضاء انسانی کی شرعی حیثیت اور پیوند کاری کے لیے خرید و فروخت پر تفصیلی گفتگو ہو چکی مگر اب بھی ایک سوال باقی ہے کہ جو عضو کسی شخص کی پیوند کاری کے لیے دوسرے شخص کے جسم سے الگ کیا گیا ہے وہ پاک ہے یا ناپاک اسلیے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:-

"ما قطع من الحی فھو میت"(۲۰)

میت کا لغوی معنی "وہ چیز جس میں سے حیات زائل ہو چکی ہو" ہے اور یہ بات واضح ہے کہ زندہ سے جو عضو نکال دیا جائے اس سے حیات زائل ہو جاتی ہے تو یہ مناسب نہیں کے صرف یہی بات کی خبر دینے کے لیے آپ ﷺ نے یہ جملہ کہا ہو بلکہ اس سے مراد شرعی اصطلاح میں میت ہے جس کا معنی علامہ راغب اصفہانی نے یہ لکھا ہے:-

" و المیتۃ من الحیوان ما زال روحہ بغیر تذکیۃ "(۲۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیوند کاری کے ذریعہ جو دوسرے شخص کا عضو لگایا گیا ہے وہ ناپاک ہو گا مگر گور کرنے سے یہ واضح ہو جائے گا کہ وہ پاک رہے گا ناپاک نہیں ہو گا اس لیے کہ "میت "(مردار) کے حکم میں وہ اس وقت داخل ہو گا جب کہ اس میں سے روح اور حیات ختم ہو جائے اور جب حیات ختم ہو جاتی ہے تو عضو سڑنے لگتا ہے جب کہ پیوند کاری سے لگائے گئے عضو میں ایسا نہیں ہو تا چنانچہ وہ "میت "کے حکم میں داخل نہیں ہو گا تو ناپاک بھی نہیں ہو گا اسی کو ابن عابدین شامی نے شرح المقدس کے حوالہ سے بیان کیا ہے:

"ان اعادۃ الاذن و نباتھا انما یکون غالبا بعود الحیاہ
الیھا فلا یصدق انھا ابین من الحی لانھا بعود الحیاہ
الیھا صارت کانھا لم تبن"(۲۲)

یعنی جب کٹا ہوا عضو دوبارہ جوڑ دیا جائے تو اس میں حیات بھی عود کر آتی ہے تو وہ ایسا ہے کہ گویا اسکو جدا کیا ہی نہیں گیا تھا چنانچہ وہ میت کے حکم میں داخل ہو کر ناپاک نہیں ہو گا۔

مردہ انسان کے اعضاء سے پیوند کاری

مردہ انسان کا عضو اگر کسی شخص کے جسم میں پیوند کاری کے ذریعہ جوڑ دیا جائے تو وہ پاک ہو گا اس لیے کہ جڑنے سے اس میں حیات دوبارہ عود کر کے آجائے گی اور جب حیات ہو گی تو وہ میت کے حکم میں داخل نہیں ہو گا لہاذا وہ ناپاک بھی نہیں ہو گا۔

یہ مسئلہ تو مردہ کے عضو کو پیوند کاری کے ذریعہ جوڑنے کے بعد اسکے پاک اور ناپاک ہونے کا ہے۔

پھر دوسرا مسئلہ میت سے اس کے عضو کو نکالنے کے جواز اور عدم جواز کا ہے جس کی دو صورتیں ہیں:۔

1) میت نے اسکے عضو سے پیوند کاری کی وصیت کی ہو

2) میت نے وصیت نہ کی ہو

پہلی صورت کا حکم: اگر میت نے زندگی میں اسکے عضو سے پیوند کاری کی وصیت کی ہو تو موت کے بعد اسکے عضو کو پیوند کاری کے لیے نکالنا اولیاء کی اجازت سے جائز ہو گا اسلیے کہ صاحب عضو کی اجازت موجود ہے اور جب اجازت سے زندگی میں نکالنا جائز ہے تو موت کے بعد جائز ہو گا اور وصیت کے شرائط میں سے ہے کہ موصی بہ ایسی چیز ہو جس کی تملیک عقد کے ذریعہ زندگی میں ممکن ہو جسکو ابن نجیم مصری نے لکھا ہے:-

"واما من شرائطها و کون الموصی به شیئاً قابلا للتملیك من الغیر بعقد من العقود حال حیاہ الموصی "(۲۳)

یہ شرط بھی پائی جاتی ہے اسلیے کہ زندگی میں بیع وشراء کے ذریعہ مالک بنانا جائز ہے چنانچہ میت نے اگر وصیت کی ہو تو اسکے عضو کو نکالنا جائز ہو گا

دوسری صورت کا حکم: اگر میت نے وصیت نہ کی ہو تو اسکے عضو کو نکالنا جائز نہیں اسلیے کہ نکالنے کے لیے صاحب عضو کی اجازت ضروری ہے اور زندگی میں

اجازت موجود نہیں اور موت کے بعد اجازت ممکن نہیں لہاذا اسکے عضو کو نکالنا جائز نہیں ہو گا۔

حدود و قصاص میں کاٹے گئے عضو کی پیوند کاری

پہلا مسئلہ: اگر جانی نے قصاص میں کٹے ہوئے عضو کی پیوند کاری کر لی تو یہ قصاص کے لیے مبطل نہیں ہو گا اور مجنی علیہ دوبارہ قصاص کا مبطلہ نہیں کر سکتا اسلیے کے قصاص سے مقسود مجرم کو بدلہ میں اس کے جرم کے مطابق تکلیف دینا ہے اور وہ ایک مرتبہ میں حصل ہو چکا لہذا قصاص کو دہرایا نہیں جائے گا۔

دوسرا مسئلہ: اگر مجنی علیہ نے قصاص سے پہلے اپنا عضو پیوند کاری کے ذریعہ جوڑ لیا تب بھی مجرم سے قصاص لیا جائے گا اسلیے کہ مقصود جرم کے بدلہ میں تکلیف دینا ہے۔

تیسرا مسئلہ: حد میں کاٹے گئے عضو کی پیوند کاری

صرف دو جرم ایسے ہیں جن میں بطور حد اعضاء کو کاٹا جاتا ہے اور کاٹے جانے والے اعضاء بھی صرف دو ہی ہیں یعنی چوری اور ڈاکہ زنی میں ہاتھ اور پیر کاٹے جاتے ہیں تو کیا پیوندکاری کہ ذریعہ ان کا جوڑنا درست ہو گا یا نہیں؟

اس سے متعلق حضرت مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہ لکھتے ہیں:-

ہاتھ پاوں کے لوٹانے کا معاملہ ایسا ہے جو واقع نہیں ہو سکتا حتی کہ اس زمانہ میں بھی کامیاب نہیں ہو سکا اس لیے اس کے حکم شرعی سے بحث کرنا ایک نظری بحث ہو گی جس کا واقعی اور عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں (۲۴)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ پاوں کو پیوندکاری کے عمل سے جوڑنا ممکن نہیں لہذا اس پر بحث کرنا عملی زندگی میں کارآمد نہیں ہو گا جب عملا یہ فی الحال ممکن نہیں تو اس پر بحث بھی ضروری نہیں اور اسی کو مفتی تقی عثمانی صاحب نے اختیار کیا ہے۔ یہاں انسانی اعضاء سے پیوندکاری کی بحث پوری ہو چکی۔

حیوانات کے اعضاء سے پیوند کاری

جانوروں کی دو قسمیں ہیں

۱) طاہر (پاک)

۲) نجس (ناپاک)

جانوروں میں صرف خنزیر ہی نجس ہے اور جو جانور طاہر ہے ان کی دو قسمیں ہیں
(۱) ماکول اللحم (۲) غیر ماکول اللحم

نجس یعنی خنزیر کے اعضاء سے پیوند کاری کی حرمت تو واضح ہے اور اس میں کسی کا اختلاف بھی نہیں۔ پھر باقی رہی دو قسمیں ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم تو اس میں صرف ماکول اللحم کے اعضاء سے پیوند کاری جائز ہے اس لیے کہ ان سے انتفاع جائز ہے اور وہ پاک بھی ہیں اور ماکول اللحم بھی۔

ایک سوال یہ ہے کہ غیر ماکول اللحم کے اعضاء سے پیوند کاری کیوں جائز نہیں جبکہ وہ پاک بھی ہے اور ان سے انتفاع بھی جائز ہے اگرچہ کھانا جائز نہیں جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے:-

"وفی فتاوی اهل سمرقند : اذل ذبح کلبه وباع لحمه جاز وکذا اذا ذبح حماره وباع لحمه جاز" پھر آگے لکھتے ہیں:-"وفی الحاوی ولاباس ان یذیبوا شحمه وینتفعو به سوی الاکل"(۲۵)

اس سے معلوم ہوا کہ غیر ماکول اللحم طاہر سے انتفاع جائز ہے مگر ان کے اعضاء سے پیوند کاری جائز نہیں اسلیے کہ ان کو کھانا حرام ہے یعنی شریعت کا منشا یہ ہے کہ ان جانوروں کا گوشت انسان کے جسم کا جزء نہ بنے اسی لیے ان کو کھانا حرام قرار دیا حالنکہ کھانے میں اس کے بھی امکانات ہیں کہ وہ گوشت انسان کے جسم کا جزء نہ بنے اور فضلات کی شکل میں نکل جائے تو پیوند کاری بدرجہ اولی ناجائز ہو گی اسلیے کہ اس میں بعینہ جانور کا عضو انسان کے جسم کا جزء بنتا ہے۔

جمادات سے پیوند کاری

جمادات تو تمام ہی پاک ہیں اسلیے پاکی اور ناپاکی کا مسئلہ نہیں اور تمام کا استعمال جائز بھی ہے سوائے سونا اور چاندی لہذا ان کے علاوہ دوسرے تمام جمادات سے

پیوند کاری جائز ہے اور ان سے یعنی سونے اور چاندی سے اس وقت جائز ہے جب دوسری چیز سے ممکن نہ ہو جیسا کہ روایات سے ثابت ہوتا ہے:-

" عن عرفجۃ بن اسعد قاج اصیب انفی یوم الکلاب فی الجاھلیۃ فاخذت انفا من ورق فا تئن علی فامرنی رسول اللہ ﷺ ان اتخذ انفا من ذھب " (۲۶)

پھر ان پیوند کاری سے جوڑے گئے اعضاء کا وہی حکم ہو گا جو حقیقی اعضاء کا ہوتا ہے لہذا غسل اور وضو میں ان کا دھونا ضروری ہو گا جب کہ وہ اس جگہ پر ہو جس کا دھونا ضروری ہوتا ہے اسکی مثال زائد عضو کی ہے، کہ زائد عضو کو دھونا بھی ضروری ہوتا ہے:-

"الینا بیع : و یجب غسل ما کان مرکبا من اعضاء الوضوء من الاصبح الزائدۃ "(۲۷)

یہ مسئلہ ان اعضاء کا ہے جو الگ نہ ہو سکتے ہو بہر حال جو الگ ہو سکتے ہیں ان کو دھونا ضروری نہیں ہو گا بلکہ ان کو نکال کر اعضاء کو دھو لیا جائے گا۔

واللہ اعلم بالصواب

تمت

الحمد اللہ الذی ہدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ

حواشی

۱)طبی اخلاقیات-افتتاحیہ از قاضی مجاہد الاسلام

۲)مشکوۃ المصابیح کتاب الطب والرقی

Oxford(۳

۴)سورۃ النساء / آیت:١١٩

۵)مفاتیح الغیب ١١ / ٣٩

۶)روح المعانی ٤ / ٢١٩

۷)مسلم /کتاب اللباس والزینۃ

۸)قدوری /کتاب الاکراہ

۹)قاموس الفقہ "عیب"٤/٤١٩

۱۰)الترمذی / ابواب اللباس باب ماجاء فی شد الاسنان بالذھب

۱۱)سورۃ التین آیت:٤

۱۲)تکملہ فتح الملھم /کتاب اللباس والزینۃ ١٠ / ١٦٩

۱۳)سورۃ ھود آیت:٧٢

۱۴)سورۃ مریم آیت:٤

۱۵)سورۃ مریم آیت:٨

۱۶)سورۃ یوسف آیت:۸۷

۱۷)مشکوۃ المصابیح /کتاب اللباس

۱۸)سورۃ الاسراء آیت:۷۰

۱۹)ردالمختار جلد:۷ مطلب الآدمی مکرم شرعاًولو کافراً

۲۰)فقہی مقالات(بحوالہ مستدرک حاکم)۸۰/۵

۲۱)المفردات فی غریب القرآن

۲۲)ردالمختار مع الدر المختار کتاب الطہارہ : ۳۶۱/۱

۲۳)البحر الرائق ۲۱۲/۹ کتاب الوصایا

۲۴)فقہی مقالات ۹۱/۵

۲۵)تاتارخانیہ ۳۴۰/۸ مسئلہ نمبر:۱۲۱۲۹

۲۶)الترمذی / ابواب اللباس باب ماجاء فی شد الاسنان بالذھب

۲۷)تاتارخانیہ ۲۰۰/۱ کتاب الطہارہ مسئلہ نمبر:۱۸

فہرست